www.KitaboSunnat.com

نزولِ قرآن اور رشد و ہدایت کا ماہ مبارک

ماہِ رمضان ــــ تزکیہ و طہارت کا مہینہ

قرب و وصال کی گھڑیاں، ایامِ صیام کی ساعتیں

دنیا اپنا ایک مزاج اور اسلوب رکھتی ہے، جس طرح اس کو بالکلیہ نظر انداز کرنا اس کے فطری حقوق اور احترام کے بالکل منافی ہے، اسی طرح اس کو بالکلیہ آزاد اور آوارہ چھوڑ دینا بھی نادان کے ہاتھوں میں چھری تھما دینے کے مترادف ہے۔

اپنے اندازِ زیست کے لیے دنیا جو نظامِ تمدن تخلیق کرپاتی ہے۔ اس کے تین رنگ اور تین ہی اسلوب ہیں:۔

۱۔ تمدنِ حسی :۔ اس کی ساری عمارت حواس، ان کی تخلیقات اور نتائج کی اساس پر قائم ہے۔ یہ ایک ایسا عوامی تمدن ہے جس میں انسانی معاشرہ کے لیے بلا کی کشش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جیسا یہ سہل ترین ہے۔ ویسا ہی انسانی خواہشوں کی تسکین اور شادکامی کے لیے سب سے لذیذ اور قریب تر بھی یہی ہے، اغراض، مصالح، ذاتی منفعت اور نقد حظِ نفس کے لیے یہ تمدن ایک پُرکشش، مزیدار اور ایک کیف آور دسترخوان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں اجتماعیت کے مقابلے میں انفرادیت یعنی "نفسی نفسی" کا رنگ غالب ہے، اور اجتماعیت بھی جہاں اور جیسی کچھ پائی جاتی ہے۔ وہ بھی چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح نجی اور شخصی اغراض کے خمیر پر قائم ہے۔ الغرض یہاں حواس کی پوری دنیا "لذتیت اور بہیمی خواہشات" کی تکمیل کے لیے سرگرداں ہے اور ان کی چاکری میں شب و روز مصروف ہے۔

۲۔ عقلی تمدن :۔ یہ وہ نظام ہے جو تمدنِ حسی کو "معقولیت" کی راہ پر ڈالنے کے لیے کچھ سفارشیں مہیا کرتا ہے، لیکن جزوی طور پر تو کسی حد تک اُس کی سن لی جاتی ہے مگر ایک نظام کی حیثیت سے عملاً وہ کہیں بھی برپا نہیں ہے ــــ بلکہ اس سے معنوی مقاصد کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے اب اس کے ذمے یہ ڈیوٹی بھی لگا دی گئی ہے کہ "منفعت عاجلہ اور لذتِ ذائقہ" کے انواع و الوان تلاش کر کے "کام و دہن" کی تسکین کے لیے وسائل کا بھی کھوج لگائے ــــ دراصل اس "عقلی تمدن"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو عقل کارفرما ہے، وہ عقل حیوانی ہے جو انسان کے صرف حیوانی تقاضوں کا احساس رکھتی ہے اور اسی حد تک انسان کے لیے مشعلیں روشن کرتی ہے جس سے بالآخر وہ تاریکی بڑھتی ہے جس نے انسانی مستقبل مزید تاریک ہو جاتا ہے۔

رہبانی اور اشراقی تمدن :۔ یہ تمدن مادہ پرستی اور حواس کی غلامی کی بالکل ضد ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جسم کو اسی حد تک گھلاؤ کہ روح کو وہ چھوڑ دے اور اس قفسِ عنصری سے طائر روح کے لیے آشیانہ کی طرف پرواز کرنا آسان ہو جائے۔ ان کا خیال ہے کہ لذتیت، جسم و جان کے تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔ اس لیے نفس کشی پر اصرار جاری رکھا جائے تاکہ اس مادی ڈھانچہ سے بیزار ہو کر روح خود بخود اپنے مرکز کی طرف سفر کر جائے۔

ہمارے نزدیک یہ تینوں نظام، انسان کے حال اور مستقبل کے لیے سخت مضر ہیں، ان کی وجہ سے انسان ماہ و انجم کی بلندیوں کو مسخر کر لینے کے باوجود "قعرِ مذلت اور سفلی زندگی" جیسے گڑھوں سے نکل نہیں سکا اور نہ آئندہ ان سے اس کی توقع ہے۔

حسی تمدن، سرتاپا بہیمی ہے، عقلی تمدن نسبتاً بہتر ہے لیکن جو چالو ہے وہ حیوانی عقل پر مبنی ہے۔ کیوں کہ وہ حسی تمدن کا حصہ ہے اور زیادہ تر یہی برپا ہے، رہی عقل سلیم کی بات؟ سو تنہا اس کا کہیں وجود نہیں پایا جاتا۔ اشراقی تمدن، دراصل ترکِ دنیا کا نام ہے، جو بہرحال مضرت کے لحاظ سے حسی تمدن سے کم نہیں ہے۔

ان کے مقابلے میں "اسلامی تمدن اور طرزِ معاشرت" جو ایک ایسی اساس پر قائم ہے۔ جو مندرجہ بالا تینوں کے محاسن کا مجموعہ ہے اور ان کی سیئات سے منزہ اور پاک ہے۔ یعنی آوارۂ دنیا ہے نہ ترکِ دنیا بلکہ یہ "باخدا دنیا" ہے اور صرف "باخدا دنیا"

اسلام میں جو "عبادات" کا تصور پایا جاتا ہے، وہ "فراری" نہیں ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر کوئی کام کیا جاتا ہو بلکہ "دنیا کو باخدا" گذارنے کا نام عبادت ہے اس لیے حکم ہے کہ:۔

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً

"اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ!"

یعنی مسلم کی پوری زندگی مومنانہ ہونی چاہیے، اس لیے مسلم کا ہر لمحہ اور اس کی زندگی کا ہر پہلو عبادت بن جاتا ہے ــــ نماز، روزہ حج اور زکوٰۃ جیسی اسلامی عبادات دراصل مسلم کی عمومی زندگی اور مومنانہ سفرِ حیات سے ہٹ کر کوئی اقدام نہیں ہے بلکہ یہ بھی اس کی عمومی زندگی کی ایک مبارک کڑی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس فرق کے ساتھ کہ تعلق باللہ اور صبغۃ اللہ کے رنگ کے پھیکا پڑ جانے کے جو امکانات پیدا ہو جاتے ہیں بس اس کو کنٹرول کرنے کے لیے یک رنگی کی یہ ایک صورت ہے جو پیدا کر لی جاتی ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا ـــــ

ان عبادات میں "روزہ" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دیکھئے تو روزے دار مصروف کار بھی ہے سوچئے! تو دل اس کا سوئے یار بھی ہے بظاہر وہ دکان میں بیٹھا ہے لیکن باطن میں معیت الٰہی کے احساس سے ہمکنار بھی ہے، دیکھنے میں لوگوں کی انجمن اور محفل میں براجمان بھی ہے مگر حال یہ ہے کہ وہ تنہا بھی ہے، روٹی کما بھی رہا ہے اور روٹی سے بیزار بھی ہے ـــــ

سوشلزم اور دنیا داروں کا اصرار ہے کہ:۔ شکم کے تقاضے بہرحال پورے ہوں، خدا کہتا ہے کہ شکم سے بالاتر ہو کر حریم کبریا کے دیار کا سفر بھی کبھی کر دیکھئے! لوگ کہتے ہیں کہ ساری بے اطمینانیوں کی جڑ، زر، زمین اور زن کے سلسلے میں "عدم مساوات" ہے۔ اسلام کا ارشاد ہے کہ اصل بناتے فساد یہ (زر، زن اور زمین جیسے) وسائل نہیں ہیں بلکہ ان کو الٰہ، قاضی الحاجات، مطلوب بالذات اور رب لے خدا تصور کرنا ہی بگاڑ کی اصل بنیاد ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ:۔

جس ماہ میں غزوہ بدر پیش آیا وہ پہلا ماہِ رمضان تھا جس میں روزے فرض ہوئے۔ (زاد المعاد ج ۱)

گو وہ گوشۂ تنہائی میں خلوت گزین ہے مگر اللہ کی معیت کے احساس سے سرفراز بھی ہے، دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ غیر اللہ سے ذرہ بھر بھی نہیں ڈرتا، لیکن اس کا حال یہ ہے کہ خشیت الٰہی سے ترساں بھی ہے، جب کوئی پاس نہیں ہوتا، اس وقت بھی حدود اللہ کا اسے پاس رہتا ہے۔

روزے سے انسانیت کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ سرکش بہیمی خصائص کا زور ٹوٹتا ہے، صرفا حیوانی تقاضوں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے، اور انسانیت ملکوتی خصائص سے آراستہ ہو کر گردن فراز ہو جاتی ہے ـــــ

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ:۔

روزوں کی یہ ریت شروع سے چلی آ رہی ہے اور ہر قوم پر یہ فرض رہے ہیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ (بقرہ)

اس مبارک ماہ میں اس قرآن حمید کا نزول ہوا جو کامل رہنمائی "کا حامل ہے، رہنمائی روزِ روشن کی طرح دلائل و حقائق پر مبنی ہے ورنہ ایک آئینی تقاضے سے عہدہ برآ ہونے والی بات ہوتی، لیکن اس سے قلبی خلش اور ذہنی بوجھ سے چھٹکارا نہ ملتا اور وہ سرتاپا فرقان بھی ہے یعنی حق اور باطل، خیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شر، نیک اور بد، مُضر اور نافع کے سلسلے میں اس کی تعلیمات اور فیصلے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اور لیلھا کنھارھا کے مصداق ہیں ـــــ عقل سلیم اور صالح نفسیات زبان حال سے بول اٹھتی ہیں کہ: گویا یہ بھی میرے دل میں تھا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (بقرہ)

ماہ رمضان میں اس کے نزول کی جو حکمت سمجھ میں آتی ہے وہ دراصل مبارک فضا ہے۔ جو قرآنی تعلیمات اور ہدایات کے لیے سازگار ہوتی ہے ـــــ کیونکہ قرآن حمید سے کسب فیض کے لیے فکر و عمل اور قلب و نگاہ کی طہارت ضروری ہے اگر سچی طلب، پیاس اور خدا جوئی کا جذبہ موجود نہ ہو تو قرآن پاک تعویذ نہیں ہے کہ وہ بے طلب کسی کو اپنے رنگ میں رنگ دے۔

اس لیے فرمایا کہ:

خدا کو تمہارے لیے آسانی منظور ہے سختی اور مشکل نہیں۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (بقرہ)

یہ اس لیے فرمایا کہ: ماہ رمضان کے سچے روزوں کا یہ بالکل قدرتی نتیجہ نکلتا ہے کہ دینی تعلیمات اور قرآنی حقائق انسان کے لیے بوجھ کے بجائے روحانی غذا بن جاتے ہیں، اس لیے اسے "یُسر" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے روزوں کی خود بھی جو حکمت بیان فرمائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ:

روزوں کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے جو ہدایات جاری کی ہیں، اور آپ کی سہولتوں کے لیے جو کرم نوازی کی ہے، اس کی بنا پر آپ بھی اللہ تعالیٰ کا بول بالا کریں۔

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (بقرہ ع)

اگر ایک روزے دار، پورا ماہ روزے رکھ کر اور قرآن کو سینہ سے لگا کر خدا کا بول بالا کرنے کے قابل نہیں ہوتا یا اس کے لیے مناسب اہتمام اور اقدام نہیں کرپاتا تو سمجھ لیجئے کہ سب کچھ کر کے آپ نے کھویا ہے پایا نہیں۔

دوسری یہ حکمت بتاتی ہے کہ:

تاکہ اس ہدایت کے ملنے پر آپ خدا کا شکر کریں۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (بقرہ ع)

شکریہ کا مفہوم یہ ہے کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کی تعمیل، احساسِ ممنونیت کے ساتھ کی جاتی ہے، ہمارے نزدیک یہ وہ سٹیج ہے جہاں پہنچ کر انسان کتاب و سنت کی تعلیمات اور تقاضوں کے لیے اپنے اندر ایک قدرتی پیاس محسوس کرتا ہے ——— علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

• انسان صحیح معنی میں مسلم اس وقت ہوتا ہے، جب قرآن کے فرماتے ہوئے اوامر و نواہی اس کی اپنی خواہش بن جائیں، یعنی وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کسی حاکم یا آقا کے حکم و تسلط کے ماتحت فضائل اخلاق و عبادات پر کاربند اور ذمائم و قبائح نفس سے مجتنب ہوں بلکہ یہ چیزیں اس کی اپنی تمنا بن کر اس کے عمق روح سے اچھلیں، قرآن اس کے حق میں ایک تلخ اور شافی دوا نہ رہے بلکہ ایک لذیذ اور زندگی بخش غذا بن جائے۔ منشائے الٰہی اور فطرت انسانی میں مغائرت نہ رہے (ملفوظات اقبال ص۳)

تیسری جو چیز قرآن حکیم کے سامنے ہے وہ بندوں کے تقوٰی کی نشوونما اور تکمیل ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ ع۲۳)

تقوٰی کیا ہے؟ یہ اس بے چینی یا اندیشہ ہائے دروں کا نام ہے جو ایک عاشق زار اپنے حبیب کے روٹھ جانے کے احساس سے اپنے قلب و نگاہ کے نہاں خانوں میں سدا محسوس کرتا ہے جیسے کوئی کہہ رہا ہو ؎

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی　　یاں عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

جہاں شب و روز بے کلی کا سا سماں برپا ہو، وہاں حق تعالیٰ جیسی قدردان ذات کریم کا یہ اعلان کچھ غیر متوقع بات نہیں رہتی کہ:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (بخاری)

"روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔"

روزہ دار اب اس پر کیوں نہ فخر کریں ؎

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر　　اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے کہ:

جس شخص نے مومن ہو کر محض رب سے اجر پانے کے لیے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور رات کو قیام کیا اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه الحدیث (بخاری ومسلم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں جود و سخا کی حد کر دیتے تھے، جیسی اندھیری چل پڑی ہو۔ (کالریح المرسلۃ۔ بخاری)

اطلق کل اسیر واعطی کل سائل (بیہقی)

آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے تھے۔"

اس مبارک ماہ میں قرآن پاک کا ایک ختم آپ ضرور کیا کرتے تھے اور جبرائیل امین کے ہمراہ بیٹھ کر دہراتے تھے (بخاری)

حضرت عمر جب قرآن حکیم کا ختم کرتے تو ایک اونٹ ذبح کیا کرتے تھے یعنی شکرانے کے طور پر (سیرت ابوبکرؓ)۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ بھی قرآن مجید کثرت سے ختم کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اس کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ (صفۃ الصلوٰۃ لابن الجوزی)

صحابہ رمضان کی مبارک راتوں میں اس قدر لمبا قیام کیا کرتے تھے کہ سحری کے فوت ہو جانے کا ان کو اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا (قیام اللیل وغیرہ)

لیکن افسوس! آج کل قیام (تراویح) صرف ایک گھنٹہ مگر تعداد رکعت پر بحث شاید ساری رات۔ انا للہ

الغرض، ماہ رمضان کے روزے انسانیت کو بہیمیت کے بوجھ سے ہلکا کر کے کتاب و سنت سے ہم آہنگی کے لیے ایک مبارک تقریب پیدا کر دیتے ہیں! کیا کوئی ہے کہ، حق تعالیٰ کے اس احسان اور اکرام کا احساس کرے؟

یہ قرآن جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے، اسی ماہ میں نازل ہوا تاکہ اس سازگار فضا اور ماحول میں قرآنی رشد و ہدایت اور رحمتوں کو حرز جان بنا سکیں۔ غرض یہ ہے کہ تزکیہ و طہارت کا اہتمام ہو جاتے تاکہ احکم الحاکمین کے پاک دربار اور باب الٰہی میں آپ باریاب ہو سکیں، اگر پورا ماہ روزے رکھ کر بھی آپ قرب و وصال کی اس دولت سے شادکام نہ ہو سکے تو پھر یقین کیجیے کہ ماہ مبارک کے روزوں کے میں آپ سے کوتاہی ہو گئی ہے اور یہ بہت بڑا حرمان اور بدنصیبی ہے۔

مَنْ حُرِمَ خَیْرَھَا فَقَدْ حُرِمَ (نسائی۔ ابو ہریرۃ)

ولا یحرم خیرھا الا کل محروم (ابن ماجہ۔ انس)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ